اسلامی بینکاری میں شرعی اصولوں سے مطابقت

اسلامی تورق کریڈٹ کارڈ

محمد ابوبکر صدیق

لیکچرر، انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اکنامکس انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

احکامِ شریعت میں دینِ اسلام کا عمومی مزاج یہ ہے کہ امور کے جواز وعدم جواز کے فیصلوں میں جہاں معاملات کے مختلف امور کے طریق کار کو سامنے رکھا جاتا ہے تو وہیں ان سے پیدا ہونے والے ممکنہ نتائج کو بھی اہمیت دی جاتی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ کسی امر کے نتائج سے صرفِ نظر کرتے ہوئے صرف اُس کے طریق کار کی صحت پر اس کے جواز کا حکم دے دیا جائے۔ اگر ایسا ہوتا تو شاید شراب کی ممانعت، یتیم بچے کی جائیداد کو اس کے حوالے کرنے کی تائید، ربا کی ممانعت جیسے احکامات کبھی صادر نہ ہوتے ۔ یہ اور ان جیسے دیگر کئی امور ہیں جنہیں اِن سے پیدا ہونے والے نتائج کی قباحت کی پیش نظر حرام کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ فخرالاسلام بزدوی ؒ (۴۸۰ھ)نے شرعی قاعدہ بیان کیا :

وَإِنَّمَا الْأُمُورُ بِعَوَاقِبِهَا أَيْ الْمُعْتَبَرُ عَوَاقِبُ الْأُمُورِ

امور کی حلت و حرمت میں ان کے نتائج کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

معاشیات اور بزنس کی دنیا میں اس وقت شدید مقابلے کا ماحول پایا جاتا ہے۔ ادارے ہمہ وقت اس تگ و دو میں رہتے ہیں کہ کس طرح صارفین کو ایسی منفرد سہولتیں میسر کی جائیں جو ان کے مقابل کسی اور ادارے کے پاس موجود نہ ہو تاکہ زیادہ سے زیادہ کسٹمرز اس کی طرف راغب ہوں۔ اس ماحول میں اسلامی بینکوں کو جہاں نت نئی مصنوعات/پروڈکٹس متعارف کرانے کا چیلنج درپیش ہے وہیں اس کے لئے سودی بینکوں کی موجودہ پروڈکٹس کا متبادل دینا بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اگرچہ پروڈکٹس کی نوعیت کو مد نظر رکھا جائے تو یہ بات واضح نظر آتی ہے کہ product innovation کا حقیقی تصور اسلامی بینکوں میں ہی پایا جاتا ہے۔ اسلامی بینکوں کی ہر پروڈکٹ کی بنیاد الگ ہے جیسے قرض، مشارکہ، مضاربہ، استجرار، مرابحہ، اجارہ وغیرہ۔ اس کے برعکس سودی بینکاری میں تمام پروڈکٹس صرف قرض کے تصور پر متعارف کروائی گئی ہیں جنہیں بعد میں مختلف ناموں سے مارکیٹ میں متعارف کروایا جاتا ہے۔ یہ حقیقت میں ایک ہی چیز کو مختلف نام دینے کے مترادف ہے ورنہ اسے product innovation کہنا شاید ناانصافی ہوگی۔

اس تناظر میں اسلامی بینکوں کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی تمام پروڈکٹس کا ڈھانچہ ترتیب دیتے وقت شرعی اصولوں کی پاسداری کریں۔ اس وقت مارکیٹ میں اسلامی بینکوں کی ایسی پروڈکٹس موجود ہیں جن پر ناقد محققین نے مدلل نقد کئے ہیں کہ ان میں شرعی اصولوں کی مطابقت کا لحاظ نہیں کیا گیا۔ اس مقالے میں اس وقت موضوع بحث اسلامی تورق کریڈٹ کارڈ کی ہے۔ اس مقالے کا بنیادی مقصد اس پروڈکٹ کے ڈھانچے کو بیان کرتے ہوئے متعلقہ شرعی اصولوں سے اس کی مطابقت پر روشنی ڈالنا ہے۔

اسلامی تورق کریڈٹ کارڈ کا بنیادی ڈھانچہ

اسلامی کریڈٹ کارڈ تورق کے اصول پر مبنی ہے۔ تورق ایک ایسا عقد ہے جس میں ایک ایسا فریق جسے رقم کی ضرورت ہو تو وہ دوسرے فریق سے کوئی چیز زیادہ قیمت پرادھار خرید کر کسی تیسرے فریق کو نقد لیکن کم قیمت پر فروخت کرتا ہے۔ اس پروڈکٹ کا تفصیلی ڈھانچہ درج ذیل ہے:

1. جب اندرون بینک کسی صارف کے لئے اسلامک تورق کارڈ کی منظوری دیتا ہے تو اس کے لئے کریڈٹ کی حد مقرر کی جاتی ہے کہ صارف اس کارڈ پر کتنی رقم خرچ کر سکے گا۔ اور اس کے لئے صارف کا ایک اکاونٹ کھلا جاتا ہے۔
2. اس مرحلے پراسلامی بینک اور صارف وکالہ کا عقد کرتے ہیں۔ جس میں صارف اسلامی بینک کے وکیل کے طور پر(اسلامی بینک کے اپنے) اے بی سی میوچل فنڈ سے میوچل فنڈ کے یونٹس خریدے گا جن پر ملکیت اسلامی بینک کی ہوگی۔ لیکن وہ میوچل فنڈز یونٹس صارف کے نام پر جاری ہونگے ۔اسلامی بینک اے بی سی میوچل فنڈز کو یونٹس کی قیمت کی ادائیگی کر دے گا۔اور یہ قیمت اسلامی کریڈٹ کارڈ کی مقرر کی گئی لمٹ یعنی حد کے مساوی ہوگی۔

نوٹ: تورق ٹرانزیکشن کے لئے صرف اسلامک میوچل فنڈز ہی استعمال کئے جائیں گے۔ میوچل فنڈز کے یونٹس کی خرید وفروخت کے لئے کسٹمر کا اکاؤنٹ (اسلامی بینک کے) اے بی سی میوچل فنڈ میں ہی کھولا جائے گا۔ (اسلامی بینک کا میوچل فنڈ اس لئے کہا ہے کہ پروڈکٹ کی دستاویز میں اسلامی بینک کے اپنے میوچل فنڈ کا ہی نام درج ہے)۔

3. کسٹمراسی وقت آزادانہ طور پرپہلے عقد سے الگ یہ وعدہ جمع کروائے گا کہ وہ بینک سے میوچل فنڈز کے یونٹس خریدے گا۔
4. اے بی سی میوچل فنڈ سے یونٹس خریدنے کے بعد یونٹس سے وابستہ

خطرات اور ملکیت اسلامی بینک کو منتقل ہوجائے گی۔ اس سٹیج پر اسلامی بینک اپنے میوچل فنڈ صارف کو مرابحہ مؤجل پر فروخت کرنے کے لئے ایجاب (آفر) کرے گا ۔ منافع کے تعین کا طریقہ کار یہ ہوگا کہ اس کریڈٹ کارڈ کی زیادہ سے زیادہ استعمال شدہ حد پر سالانہ شرح منافع کا اطلاق ہوگا۔ [جو عموماً کا ئبر ہوتا ہے۔]

5. کسٹمر یا اس کے کسی ایجنٹ کی جانب سے قبول کرنے کے بعد میوچل فنڈز کے یونٹس کی ملکیت اور اس کے خطرات کسٹمر کو منتقل ہوجائیں گے۔ اور مرابحہ مؤجلہ کی قیمت بھی اس وقت لاک یعنی طے ہوجائے گی جو ناقابل تبدیل ہوگی۔

نوٹ: [اس مرحلے پرایک نوٹ یہ بھی لکھا گیا ہے کہ شریعہ بورڈ ممبرز کے درمیان اس پروڈکٹ پر بحث کے دوران بیع عینہ سے متعلق تفصیلی بات ہوئی۔ بیع عینہ سے بچنے کے لئے شریعہ بورڈ نے درج ذیل نکات تجویز کئے:-

i. اسلامی بینک کا اے بی سی میوچل فنڈ صرف "ٹرسٹی آف فنڈ ز" ہے۔ اصل مالکان تو فنڈز کے سرمایہ دار ہیں۔

ii. یہاں اے بی سی کا میوچل فنڈ "کیش بیسڈ " ہوگا جس کی نیٹ ایسٹ ویلیو تقریباً ہر روز تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ دونوں خرید و فروخت کے عقود میں معقودعلیہ ایک ہی نہیں رہتی بلکہ مختلف ہوجاتی ہیں۔ پہلی خرید و فروخت جو اے بی سی میوچل فنڈ اور اسلامی بینک کے مابین ہوئی اور دوسری خرید و فروخت جو اسلامی بینک اور صارف کا مابین ہوئی جس میں اسلامی بینک فروخت کنندہ ہوگا۔ دونوں کنٹریکٹ چونکہ دو مختلف میوچل فنڈ پر واقع ہوئے ہیں اس لئے بیع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

iii. دوسرا عقد بیع پہلے عقد بیع کے ایک دن بعد منعقد کیا جائے گا۔

iv. شرعی اصولوں کی روشنی میں میوچل فنڈز کی خرید درحقیقت استثمار یعنی انوسٹمنٹ کرنا ہے اور ان کی بیع ضمناً شمار ہوگی۔

v. صارف کی مرضی ہے کہ میوچل فنڈز کی ملکیت جتنا عرصہ چاہے اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔ گویا کہ صارف کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ اپنے میوچل فنڈز کے یونٹس واپس اے بی سی میوچل فنڈز کو فروخت کرے۔

vi. اس عمل کی مثال اسلامی بینک کے مضاربہ ڈپازٹ پول میں دیکھی جاسکتی ہے جہاں ڈپازٹر جب چاہے اپنی سرمایہ کاری جمع کر سکتا ہے اور واپس نکال بھی سکتا ہے، یہ جمع اور واپسی بنیادی طور پر ایک سرمایہ کاری ہے ۔ لیکن اسی سرمایہ کاری کے تحت ضمناً بیع بھی ہورہی ہوتی ہے وہ یوں کہ جب کوئی ڈپازٹر اپنی رقم مضاربہ پول سے نکلواتا ہے تو وہ درحقیقت اپنا مضاربہ کا شیئر مضاربہ پول کے کسی اور انوسٹر کو فروخت کرہا ہوتا ہے اور یہ فروخت ضمنا پائی جارہی ہوتی ہے (جو ایجاب و قبول سے بالکل آزاد ہوتی ہے)۔

ان مندرجہ بالا چھے (۶) نکات کو سامنے رکھتے ہوئے شریعہ بورڈ نے واضح کیا کہ اب اس معاملے میں بیع عینہ کے در آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

6. بینک سے میوچل فنڈز کے یونٹس کی خریداری کے بعد ، صارف انہیں خود یا اپنے کسی ایجنٹ کے ذریعے نقد رقم پر اے بی سی میوچل فنڈز کو بیچ سکتا ہے۔ یہ بات واضح رہے کہ میوچل فنڈز کی خرید و فروخت کے ان دونوں کنٹریکٹس کے بارے میں صارف کو ایس ایم ایس میسجز کے ذریعے آگاہ کیا جائے گا جو کہ اسے اے بی سی میوچل فنڈز کی جانب سے بھیجے جائیں گے۔

7. کسٹمر کی جانب سے میوچل فنڈز کے یونٹس کی فروخت سے حاصل ہونے والی رقم اس کے مضاربہ اکاونٹ میں جمع ہوجائے گی جہاں پر اسے اُس رقم پر مضاربہ کا منافع بھی ملے گا۔

8. اس مضاربہ اکاونٹ میں جمع شدہ رقم اب صارف کی ملکیت شمار ہوگی جسے وہ اسلامی تورق کارڈ کے ذریعے جب چاہے گا خرچ کرے گا۔ [گویا کریڈٹ کارڈ کے ذریعے وہ اسلامی بینک کا پیسہ استعمال نہیں کر رہا ہوگا بلکہ اپنا پیسہ استعمال کر رہا ہوگا]۔

اس کے بعد کریڈٹ کارڈ کے استعمال کا طریقہ کار بتایا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد چند شرائط کا ذکر کیا گیا ہے۔جن میں ایک شرط قابل ذکر ہے کہ میوچل فنڈ کے یونٹس کی نیٹ ایسٹ ویلیو میں کمی کا سارا خطرہ صرف اور صرف کلائنٹ کو ہی برداشت کرنا پڑے گا۔

اسلامی تورق کارڈ : شرعی تجزیہ

اے بی سی میوچل فنڈز اور اس کی مینیجمنٹ

اے بی سی میوچل فنڈز کی حیثیت کا تعین کرنا سب سے اہم امر ہے۔ پہلا سوال یہ بنتا ہے کہ اے بی سی میوچل فنڈز کی حیثیت کیا ہے؟ اس کے لئے دیکھنا پڑے گا کہ اے بی سی میوچل فنڈز کے اصل مالکان کون ہیں؟ کیا صرف سرمایہ دار ہیں یا اس میں اسلامی بینک کے مالکان کے بھی ملکیتی حصص موجود ہیں؟ اگر تو اس کے مالکان خالصتاً کوئی اور سرمایہ دار ہیں تو پھر

تو شاید اس میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو۔ لیکن اگر اس میں اسلامی بینک کے مالکان کے ملکیتی حصص ہیں تو پھر یہاں شرعی مسئلہ درپیش ہوگا۔

شریعہ بورڈ کی جانب سے یہ بتایا گیا ہے کہ اے بی سی میوچل فنڈز کی مینیجمنٹ کی حیثیت فنڈز کے ٹرسٹی کی ہے۔ اصل مالکان تو انوسٹرز ہیں۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ٹرسٹی سے کیا مراد ہے؟ کیا اے بی سی میوچل فنڈز ٹرسٹ کی بنیاد پر قائم ہے؟ اس کا جواب نہیں میں ہے۔ کیونکہ میوچل فنڈز کسی ٹرسٹ کی بنیاد پر نہیں ہیں یہ مکمل طور پر کمرشل ہیں۔ تو پھر اے بی سی میوچل فنڈز کی مینیجمنٹ کن معنوں میں ٹرسٹی ہے؟ لہذا اسلامی بینک کی مینیجمنٹ ٹرسٹی نہیں بلکہ انوسٹرز کے وکیل کی حیثیت رکھتی ہے جو انوسٹرز کے نمائندہ کے طور پر اپنا کام کرتی ہے اور اس کا کمیشن وصول کرتی ہے۔ شرع کی نظر میں یہ مینیجمنٹ انوسٹرز کے وکیل کی حیثیت رکھتی ہے اور وکیل پر اصیل کے ودیعت کردہ اختیارات چونکہ امانت ہوتے ہیں اس لحاظ سے

وہ اصیل کی امین بھی بنتی ہے۔ لیکن یہ امین ہونا ضمناً ہے۔ لہذا اے بی سی میوچل فنڈز کی مینیجمنٹ کی اصل حیثیت وکیل کی ہوئی نہ کہ ٹرسٹی کی۔

اب اگر ان میوچل فنڈز میں اسلامی بینک کے ملکیتی حصص بھی ہیں تو اسلامی بینک کی مینیجمنٹ میوچل فنڈز میں بھی اُس کی وکیل قرار پاتی ہے۔ اس طرح اے بی سی میوچل فنڈز کی مینیجمنٹ کے دو طرفہ تعلقات بنتے ہیں ۔ ایک طرف وہ اسلامی بینک کا مالکان کی وکیل اور دوسری طرف میوچل فنڈز کے انوسٹرز کی وکیل اور ان انوسٹرز میں اسلامی بینک بھی شامل ہے۔ جب اسلامی بینک صارف کے ساتھ اپنا وکالہ کا عقد کرتا ہے تو صارف اسلامی بینک کے وکیل کی حیثیت میں اے بی سی میوچل فنڈز کی مینیجمنٹ، جوکہ پہلے ہی اسلامی بینک کے مالکان کی وکیل ہے، سے میوچل فنڈز خریدتا ہے ۔ یہاں دواشکال پیدا ہوتے ہیں ۔

پہلی شکل: اسلامی بینک کا وکیل پہلے ہی میوچل فنڈز کی خرید و فروخت کے لئے موجود ہے تو پھر صارف کو میوچل فنڈ کی خرید کا وکیل بنانے کا کیا مطلب ہوا؟ یہ تو ایک عبث کام ہے جس کا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا ۔ بلکہ علماً تو اس پر تنقید کرتے ہیں کہ صارف کو ہی وکیل کیوں بنایا جاتا ہے۔ مرابحہ الآمر بالشراء میں تو صارف کو وکیل بنانے کی ایک قابل فہم حکمت تھی کہ صارف ایسی چیز جا کر خریدے جو اس کی پسند کی ہو تاکہ بعد میں اس چیز پر کسی عیب وغیرہ کی بنیاد پر وہ خریداری سے انکار نہ کرسکےاور اسلامی بینک نقصان سے بچ جائے۔ جبکہ یہاں تو میوچل فنڈز ہیں جہاں عیب وغیرہ کی گنجائش ہی نہیں ۔ پھر یہاں کس لئے صارف کو وکیل بنایا گیا ۔ وہ بھی اس وقت جبکہ اسی کام کا وکیل میوچل فنڈز کی مینیجمنٹ کی صورت میں پہلے سے موجود ہے۔

الأصل أن تشتري المؤسسة السلعة بنفسها مباشرة من البائع ويجوز لها تنفيذ ذلك عن طريق وكيل غير الآ مر بالشراءو ولا يلجأ لتوكيل العميل (الآمر بالشراء) إلا عند الحاجة الملحة (المعايير الشرعية ، المرابحة ، رقم المعيار8، 3/1/3)

(اصل یہ ہے کہ بینک خود براہ راست بیچنے والے سے سامان خریدے، اور اس کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ کسی وکیل کے ذریعہ خریداری کرے لیکن یہ وکیل صارف نہ ہو، اور صارف کو کسی انتہائی ضرورت کے بنا پر وکیل نہ بنایا جائے)۔

دوسری شکل: میوچل فنڈز کی مینیجمنٹ وکیل بالبیع بھی بن رہی ہے اور وکیل بالشراء بھی۔ ایک ہی فریق جانبین (بائع و مشتری) کا وکیل بن رہا ہے اور یہ شریعہ میں جائز نہیں۔

امام سرخسیؒ فرماتے ہیں: (الْوَكِيلِ مِنْ الْجَانِبَيْنِ أَنَّهُ لَا يَتِمُّ الْعَقْدُ بِعِبَارَتِهِ؛ لِأَنَّهُ لَا ضَرُورَةَ فِي تَوْكِيلِ الْوَاحِدِ مِنْ الْجَانِبَيْنِ)۔ (المبسوط،5: 17، دار المعرفة - بیروت)۔

(جانبین سے ایک ہی وکیل جائز نہیں کیونکہ اس سے عقد مکمل ہی نہیں ہوتا، لہذا اس کی کوئی ضرورت نہیں)۔

اسی طرح علامہ ابن عابدین شامیؒ عاقد کی اہلیت کی شرائط ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں: وہ بندہ جو جانبین کی طرف سے وکیل بنے وہ بھی عاقد ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

فَشَرَائِطُ الْعَاقِدِ اثْنَانِ: الْعَقْلُ وَالْعَدَدُ، فَلَا يَنْعَقِدُ بَيْعُ مَجْنُونٍ وَصَبِيٍّ لَا يَعْقِلُ، وَلَا وَكِيلٍ مِنْ الْجَانِبَيْنِ)۔ (ردالمحتار4: 504، دار الفكر-بيروت1992)۔

(عاقد بننے کے لئے دو شرطیں ہیں: عقل اور عدد۔ لہذا مجنون، ناسمجھ بچہ اور وہ فرد جو جانبین سے وکیل ہو، ان سب کی جانب سے کیا گیا عقد منعقد نہیں ہوتا)۔

وکیل (کلائنٹ) کے نام پر میوچل فنڈز کا اجرا

جب صارف بحیثیت وکیل اے بی سی میوچل فنڈز سے اس کے یونٹس خریدتا

ہے تو وہ یونٹس اسلامی بینک کے نام پر جاری نہیں کرتا بلکہ صارف یعنی وکیل کے نام پر جاری کرتا ہے۔ اور کہا یہ جاتا ہے کہ ان کا مالک اسلامی بینک ہے۔ اگر اس کے ساتھ فتوی میں موجود آخری شرط کو ملا کر پڑھا جائے ''میوچل فنڈ کے یونٹس کی نیٹ ایسٹ ویلیو میں کمی کا سارا خطرہ صرف اور صرف صارف کو ہی برداشت کرنا پڑے گا''، تو خدشات مزید بڑھ جاتے ہیں۔ اگرچہ اس شرط سے متعلق دوسرا امکان بھی موجود ہے جس پر آگے چل کر بات ہوگی۔

آرگنائزڈ تورق

شریعہ بورڈ کی جانب سے کہا گیا: ''صارف جب تک چاہے میوچل فنڈز کے یونٹس اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔ لیکن فروخت کرنا چاھے تو واپس اسی اے بی سی میوچل فندز کو فروخت کر سکتا ہے''۔

صارف میوچل فنڈز کی خرید و فروخت کے اس سارے جھنجٹ میں کیوں پڑ رہا ہے؟ کیونکہ اس کا اصل مقصد کریڈٹ کارڈ کا حصول ہے نہ کہ میوچل فنڈز کے یونٹس کی خریداری۔ پھر وہ کیونکر میوچل فنڈز کے یونٹس کسی مدت کے لئے اپنے پاس رکھے گا۔ اگر میوچل فنڈ ز کے یونٹس ہی اس کا مقصود ہوں تو وہ بینک کے ملکیتی میوچل فنڈز سے ہی خریدنے کیوں آئے گا۔ اس لئے یہ شق کہ ''وہ ان یونٹس کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے'' ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ لا محالہ وہ ان یونٹس کو فروخت کرے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ یہ یونٹس کسے فروخت کرے گا؟ کیا وہ کسٹمر خود کسی تیسرے فریق کو جا کر بیچے گا یا اسی اے بی سی میوچل فنڈ کو بیچے گا۔ اگر تیسرے فریق کو بیچے گا تو اس میں صارف کے لئے حرج لازم آئے گی کہ اس سے پیسے وصول کرے پھر اسلامی بینک میں جمع کروائے اور پھر اس پر کارڈ وصول کرے ۔ لیکن اس صورت میں یہ ڈیبٹ کارڈ بنے گا کریڈٹ کارڈ نہیں ہوگا۔ دوسرا امکان جس کا شریعہ بورڈ کی اپروول میں ذکر ہے کہ وہ اسی میوچل فنڈز کو واپس فروخت کرے گا۔ جب تورق میں یہ پہلے سے طے ہو کہ جس سے چیز خریدیں گے واپس اسی کو فروخت کریں گے تو یہ آرگنائزڈ تورق کی صورت بنتی ہےجو کہ ناجائز ہے۔ جس پر ایوفی شریعہ اسٹینڈرڈز کہتا ہے:

وجوب أن يكون بيع السلعة (محل التورق) لغير البائع الذي اشتريت منه بالأجل(طرف ثالث)لتجنب العينة المحرمةوألا ترجع

(یہ بھی ضروری ہے کہ سامان جس فریق (فروخت کنندہ) سے خریدا گیا ہے اس کے علاوہ کسی تیسرے فریق کو فروخت کیا جائے تاکہ بیع عینہ سے بچا جاسکے۔ علاوہ ازیں یہ کہ کسی شرط ، باہمی مفاہمت یا عرف کی وجہ سے وہ چیز لوٹ کر فروخت کنندہ کے پاس نہ آئے)۔

مجمع الفقہ الاسلامی جدہ نے تو واضح طور پر آرگنائزڈ تورق کو ناجائز قرار دیا ہوا ہے۔چنانچہ ان کی قرار داد میں ہے:

لا يجوز التورقان (المنظم و العكسي) وذلك لأن فيهما تواطؤاً بين الممول والمستورق، صراحة أو ضمناً أو عرفاً، تحايلاً لتحصيل النقد الحاضر بأكثر منه في الذمة وهو ربا. (قرار بشأن التورق: حقيقته، أنواعه (الفقهي المعروف والمصرفي المنظم)

(دونوں تورق (منظم اور عکسی)ناجائز ہیں۔ کیونکہ ان دونوں میں رقم مہیا کرنے والے (ممول)اور رقم کی طلب کرنے (مستورق) کے مابین ایک سمجھوتہ تے پایا جارہا ہوتا ہے جو صراحۃً ضمناً یا عرفاً پایا جاتا ہے۔ اور یہ حیلے کے طور پر ایسا کیا جاتا ہے تاکہ اسکے ذریعے نقدی رقم حاصل کی جائے جس کے بدلے مستورق کے ذمے زیادہ رقم واجب الاداء ہوتی ہے اور یہ ربا کے حکم میں ہے)۔

جبکہ یہاں میوچل فنڈز کے یونٹس واپس اُسی اے بی سی میوچل فنڈز کے پاس لوٹ رہے ہیں۔ لہذا یہ تو واضح طور پر آرگنائزڈ تورق کی صورت بنتی ہے۔

مقاصد شریعت اور استحصال

شریعت اسلامیہ میں عقود کے جواز میں اس کی مقصدیت بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ میوچل فنڈز کے یونٹس کی مصنوعی خرید وفروخت کے اس سارے معاملے میں ایک چیز فوت ہوجاتی ہے اور وہ ہے مقصد شرعی۔ بیع کے عقد میں بائع کا مقصد قیمت کا حصول ہوتا ہے اور خریدار کا مقصد مبیع کے استعمال سے وابستہ ہوتا ہے۔ لیکن تورق کے اس معاملے میں میوچل فنڈز کے یونٹس کی طلب نہ تو اسلامی بینک کو ہے اور نہ ہی صارف ان میں کوئی دلچسپی رکھتا ہے۔ اس لئے یوں لگتا ہے کہ جیسے بیع کو صرف اضافی قیمت بطور منافع کمانے کے حیلے کے طور پر استعمال کیا گیا ہو۔

اس فتوے کے ساتھ ساتھ شریعہ بورڈ کے علمائے کرام کے ویڈیو کلپ بھی موجود ہیں ۔ جن میں وہ یہ فرماتے ہیں :شریعت کسی بھی چیز کا متبادل دینے میں وسعت کا مزاج رکھتی ہے۔ رقم چونکہ افراد کی ضرورت ہے اس لئے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے سودی کریڈٹ کارڈ کا متبادل دینا جائز ہے۔
اور اس کا طریق کار یہ ہے جو اوپر بیان ہوچکا۔ اس بیان سے ایک بات تو واضح ہوجاتی ہے کہ اسلامی تورق کریڈٹ کارڈ کے جواز کا فتوی دینے کے لئے''افراد کی ضرورت ''کو بنیاد بنایا گیا۔ اگر ایک لمحے کے لئے یہ مان لیا جائے کہ ''افراد ضرورت مند ہیں'' اوراسلامی بینک کی جانب متبادل کے لئے دیکھ رہے ہیں، کیونکہ وہ سودی کریڈٹ کارڈ سے بچنا چاھتے ہیں۔ وہ سودی کیونکر ہوا؟ کیونکہ جب بل کی ادائیگی میں تاخیر ہوگی تو دین کی اصل رقم پر اضافی جرمانہ وصول کیا جائے گا۔ ہاں اگر کوئی وقت سے پہلے ادا کردے تو پھر صرف اصل دین ہی ادا کرے گا اور سودی بینک اس دین پر کوئی منافع وصول نہیں کرے گا ۔ گویا سودی کریڈٹ کارڈ پر سودی بینک کا سود ی منافع یقینی نہیں ظنی ہے کہ اگر بل کی ادائیگی میں تاخیر ہوئی تو سود کمائیں گے ورنہ نہیں۔

ضرورت مند افراد ایسے سودی کارڈ کا متبادل لینے اسلامی بینک کے پاس آتے ہیں اور اسلامی بینک انہیں مندرجہ بالا طریق کار کی اسلامی تورق کریڈٹ کارڈ کی سہولت میسر کرتا ہے۔ جس میں پہلے مرحلے پر میوچل فنڈز کومرابحہ مؤجلہ پربیچ کر ان ضرورت مند افراد سے یقینی منافع کمایا جاتا ہے، جس کی بروقت ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں جرمانے کا خوف بھی موجود رہتا ہے۔ کہیں یہ معاملہ اُن ضرورت مند افرادکی ضرورت کا استحصال کرنے کا سبب تو نہیں بن رہا ؟ کیا اسلامی تورق کریٹ کارڈ کا یہ سارا طریق کار اور اس کے نتائج دونوں مقاصد شریعت سے مطابقت رکھتے ہیں؟ اس طرف توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔

کیا واقعی یہ کریڈٹ کارڈ ہے ؟

جب آپ خود تسلیم کرتے ہیں کہ اس کارڈ میں جو لمٹ دی جاتی ہے اوراس میں سے صارف جو بھی خرچ کرتا ہے وہ اس کا اپنا پیسہ ہوتا ہے تو پھر یہ تو ڈیبٹ کارڈ ہوا۔ کریڈٹ کارڈ تو نہ ہوا۔ کیونکہ کریڈٹ کارڈ میں تو کریڈٹ یعنی دَین کا لزومہ ہوتا ہے۔ جو یہاں نہیں ہے۔ پھر تو یہ متبادل ہی نہ ہوا۔

نتیجہ بحث

اسلامی بینکاری کا تصور بنیادی طور پر اس لئے دیا گیا تھا کہ موجودہ سودی نظام معیشت میں بندوں کے معاملات کے جتنے چینل ممکنہ سطح پر جائز کئے جاسکتے ہیں کئے جائیں۔ سودی نظام معیشت میں رہتے ہوئے بھی سودی بینکاری نظام کے مقابلے میں اسلامی بینکاری ایک نعمت کے طور پر ابھرا۔ گزشتہ تین دہائیوں میں عالمی سطح پر اسلامی بینکاری کی ترویج و ترقی خوب رہی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ بہت سارے شرعی مسائل کا بھی سامنا رہا ہے۔ محققین کی جانب سے اسلامی بینکوں کی پروڈکٹس اور سروسز سے متعلق شرعی اصولوں کی خلاف ورزی کے مدلل تحقیقی مقالات اور کتب بھی سامنے آئی ہیں۔ جن میں باقاعدہ طور پر قرآن، سنت، اجماع ، قیاس اور دیگر فقہائے کرام کی کتب سے مضبوط دلائل پیش کئے گئے ہیں اور ثابت کیا گیا ہے کہ اسلامی بینک کی پروڈکٹس اور سروسز کے ڈھانچے کس طرح شرعی اصولوں سے متصادم ہیں۔ اس کے برعکس اسلامی بینکوں کے شریعہ بورڈز کی جانب سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ان کے پاس پروڈکٹس اور سروسز سے متعلق سرے سے کوئی مفصل فتوی موجود ہی نہیں ہے اور جو موجود ہے وہ شریعہ اپروول سرٹیفیکیٹ ہے جو شریعہ ایڈوائزرز کی جانب سے صرف اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ اسلامی بینک کے جملہ معاملات کو شرعی اصولوں کو مطابق پایا گیا ہے۔ ان میں کہیں بھی شرعی اصولوں سے تصادم نہیں ہے۔ ان سطور کے علاوہ کوئی اور تحریر اسلامی بینکوں کے پاس موجود ہی نہیں ہے۔ جبکہ ایوفی شریعہ اسٹینڈرڈ اسلامی بینکوں کے شریعہ بورڈ کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ دلائل کے ساتھ فتوی دیں اور اس بات کا خیال نہ رکھتے ہوئے دلائل کے بغیر شریعہ سرٹیفیکٹ کا جاری کرنا اسلامی بینکوں کی ساکھ کو کافی حد تک نقصان پہنچا رہی ہے۔

اسلامی تورق کریڈٹ کارڈ کا موجود فتوی صرف اور صرف پروڈکٹ کے آپریشنل طریق کار پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس پورے فتوی میں کہیں بھی شرعی دلائل نہیں دئے گئے ۔ جو سوالات یہاں اٹھائے گئے شریعہ بورڈ کے قابل علمائے کرام یہ سوالات ازخود اٹھاتے اور ان پر فقہی بحث کرتے اور پھر کسی نتیجے پر پہنچتے۔ اصول افتاء کی کتب ، حتی کہ ایوفی کا شریعہ اسٹینڈرڈ نمبر ۹۲ بھی شریعہ بورڈ کے مفتیان عظام کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ اپنے فتوی میں دلائل کا ذکر کریں اور یہ امر اس وقت بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہو جاتا ہے جب اس فتوی پر دیگر مفتیان عظام اور محققین نے بھی تحقیق کرنی ہو۔ ریگولیٹری اتھارٹیز کو اپنے شریعہ گورننس فریم ورک پر نظر ثانی کرنی ہوگی اور اسلامی بینکوں کے شریعہ بورڈ کو اس بات کا پابند بنانا ہوگا کہ وہ پروڈکٹس اور سروسز کے جواز کا فتوی دیتے وقت اس میں مکمل حوالہ جات کے ساتھ شرعی دلائل باقاعدہ تحریر کریں۔ نیز اسلامی بینکوں پر بھی لازم کریں کہ وہ یہ فتاوی جات دیگر مفتیان عظام ، محققین ، اسلامی مالیات کے طلبا اور اپنے کسٹمرز کی دسترس میں دینے کے لئے اپنی ویب سائیٹ پر مہیا کریں۔ اس سے اسلامی بینکاری کی شریعہ کمپلائنس میں بہتری آئے گی اور اسلامی بینکاری سے متعلق موجود شکوک و شبہات دور کرنے میں بھی مدد ملے گی۔ شریعہ ایڈوائزری کا اعتماد بحال کرنا اور اسے دوام بخشنا ضروری ہے۔ اس بارے میں ریگولیٹرز اپنے شریعہ گورننس فریم ورک میں یہ شق شامل کریں کہ ہر اسلامی بینک کا شریعہ بورڈ مختلف مسالک سے وابستہ مفتیان کرام پر مشتمل ہوگا۔ کیونکہ ایک ہی ذہن کے افراد کا ایک ہی شریعہ بورڈ میں اکٹھے رہنا اس طرح کی کمزوریوں کا باعث بن رہا ہے۔ مختلف نظریات سے منسلک مفتیان عظام پر مبنی شریعہ بورڈ بننے کی صورت میں اس کمزوری پر قابو پایا جاسکتا ہے۔